بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدارجِ سُلوک

تصفیۂ قلب

(از: جناب ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب جامعہ عثمانیہ)

ذکرِ حق آمد غذا ایں روح را
مرہم آمد ایں دلِ مجروح را (عطار)

ذکر کے فضائل جو قرآنِ حکیم و احادیثِ نبوی میں وارد ہوئے ہیں ان کو جاننے[1] کے بعد اور صوفیۂ کرام کے طرقِ ذکر کے متعلق جو شبہات پیدا ہوتے ہیں ان کو رفع کرنے کے بعد اب ہم ذکرِ خفی و جلی کے ان طریقوں کا ذکر کرتے ہیں جن کو مشائخِ طریقت نے وضع کیا ہے۔ طرقِ ذکر ہر خاندان میں مختلف ہے۔ چند مشہور خانوادوں کے ذکر کے طریقوں کو یہاں پیش کیا جا رہا ہے:

لسانی وقلبی یَفرَحانِ بذکرِھا — وما المرءُ الّا قلبُہٗ ولسانُہٗ

(۱) سلسلۂ عالیہ قادریہ قدس اسرارہم — اس طریقے کے امام حضرت محبوب سبحانی غوث الصمدانی سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں (۴۷۱ھ تا ۵۶۱ھ) عمر نوّے سال پائی۔ اس بیت سے تاریخ تولد، سالِ عمر اور وفات معلوم ہوتے ہیں:

سِنّش کامل و عاشق تولد — وصالش داں ز معشوقِ الٰہی

اس طریقہ میں اولاً ذکرِ جہریہ کی تلقین ہوتی ہے، لیکن یہ جہر جہرِ مفرط نہیں جو حدیثِ ابوموسیٰ اشعری کے

[1] دیکھو معارف، اپریل ۱۹۵۱ء۔

مخالف ہو:۔

یا ایہا الناس اربعوا علیٰ انفسکم	اے لوگو! اپنی جانوں پر [illegible] کرو یعنی
انکم لا تدعون اصمّ ولا غائباً	آہستہ کہو، تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں
انکم تدعون سمیعاً بصیراً	پکارتے ہو، تم پکارتے ہو سننے اور دیکھنے
	والے کو جو تمہارے ساتھ ہی تو ہے!

وھو معکم [illegible] متفق علیہ

ذکر جہری اوّل [illegible] نفی و اثبات کا یعنی لا الٰہ الا اللہ کا ہے اور اس کا طریقہ یہ تبلایا گیا ہے:
[illegible] قبلہ رو ہو کر بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتا ہے اور اپنی آنکھیں بند کرلے۔ لا کو اپنی ناف
سے نکالے پھر اس کو کھینچے [illegible] دونوں مونڈھے تک پہنچائے۔ پھر الٰہ کہے گویا کہ اس کو دماغ کی
[illegible] سے نکال [illegible] پھر الا اللہ کو شدت و قوت سے قلب پر ضرب [illegible] اور غیر حق سے محبوبیت
[illegible] مقصودیت و موجودی کی نفی [illegible] کا اثبات حق تعالیٰ کی ذاتِ مقدس کے لئے کرے۔ مبتدی
محبوبیت کی نفی و اثبات کرتا ہے متوسط مقصودیت کی اور منتہی وجود کی۔ ذاکر کے حال کی مناسبت
یہ نفی و اثبات ہے۔ [illegible] کا یہ اوّل قدم ہے!

[illegible] لا [illegible] ذکر [illegible] مقام "الا اللہ"!

[illegible] یعنی اللہ کا بھی کیا جاتا ہے۔ اب وہ یا تو
[illegible] ہوگا [illegible] کا طریقہ یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سختی (شدّ) درازی (مد)
[illegible] کی قوت کے ساتھ کہے اور پھر توقف کرے کہ ذاکر کی
[illegible]
[illegible] جہاں تک ہو سکے
[illegible] کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی نشست پر قبلہ رو بیٹھے اور جلالہ یعنی
[illegible] دوسری بار قلب پر ضرب کرے اور اس کا بار بار بلا فصل ذکر
قوت و شدت کے ساتھ ہو تاکہ قلب پر اثر ہو اور خاطر یکسو ہو جائے اور تشتّت قلب
[illegible] ہو جائیں۔

(۳) یا سہ ضربی: چارزانو بیٹھے، ایک بار داہنے زانو پر، دوسری بار بائیں زانو پر، تیسری ا

قلب پر ضرب لگائے تیسری ضرب سخت تر اور بلند تر ہونی چاہیئے۔

(۴) یا چہار ضربی: چارزانو بیٹھے: ایک بار داہنے زانو، دوسری بار بائیں زانو، تیسری بار

قلب اور چوتھی بار اپنے سامنے ضرب لگائے۔ چوتھی ضرب شد و مد کے ساتھ ہو۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ مشائخ طریقت رَوّحَ اللہ ارواحہم نے ذکر کے مختلف

طریقے اور ہیئتیں جو ایجاد کی ہیں وہ اُن کا اپنا اجتہاد ہے، ان طریقوں سے وہ ذاکرین بعض دفعہ کسر نفسی، بعض

مرتبہ خضوع وخشوع اور بعض حالات میں جمعیت خاطر، دفع وساوس یا دلی گداز پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے

پیش نظر نفسیات کی یہ واضح صداقت بھی رہی ہے کہ انسان جہاتِ مختلفہ اور ان سے پیدا ہونے والی آوازوں

کی طرف توجہ کرنے پر مضطر ہوتا ہے، انھوں نے مختلف جلسوں اور ہیئتوں کے ذریعہ یہ چاہا کہ ذاکر کو غیر کی طرف

متوجہ ہونے اور خارجی خطرات کی جانب دھیان کرنے سے روک دیں اور اس کی توجہ کا مرکز صرف اللہ

جل شانہ بن جائے۔ (دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہیں کوکھ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہونے سے منع

فرمایا ہے کہ یہ اہل نار کی شکل ہے، اس طرح کھڑے ہونے سے اکثر کاہلی اور فتور نشاط پیدا ہوتا ہے، جو

عبادت کی سرگرمی کی منافی ہے۔ توجہ تامہ الی اللہ پیدا کرنے کی خاطر اگر مشائخ طریقت نے مختلف

اوضاع ایجاد کئے تو یہ ایک واجب کے حصول کے لئے ہیں اور وہ واجب توجہ الی ا ... رضی اللہ

ہے، انھیں مخالف شرع اور بدعات سیئہ قرار دینا جہل ہے

بہرحال جب ذاکرین ذکر جلی کے آثار نمایاں ہوں یعنی جب انبعاث محمدی ال ... ے لگے اور

قدرت تعالیٰ کے نام سے قلب میں چین اور طمانیت پیدا ہوا اور حدیث نفس و ... تورے ... دور ہونے لگیں

بیت۔ بے خطرگی یا کم خطرگی حاصل ہو، اور حق تعالیٰ کو اس کے ماسویٰ پر ... جنے لگے اس وقت

ذکر خفی کا حکم کیا جاتا ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ اگر سالک رات دن میں چار ہزار بار اسم ذات کا بالجہر

تا ہے اور ان شرائط کو ملحوظ رکھتا ہے جن کا اوپر ذکر ہوا اور دو ماہ تک مداومت کرتا ہے تو یہ آثار

ہوتے ہیں، خواہ ذاکر غبی ہو یا ذکی۔

لہ دیکھو

اللہ اللہ اسمِ ذاتِ پاک دوست　　　اسمِ اعظم از برائے قربِ اوست !! (رومی)
اللہ اللہ ایں چہ نامِ خوش مذاق　　　حرف حرفش می دہد جاں را دواق
شراب ۱۲

ذکرِ خفی نفی و اثبات: "لا الٰہ الا اللہ" کا ذکرِ خفی یا تو اسی طریقہ سے کیا جاتا ہے جس طرح ذکرِ جلی، جس کا اوپر ذکر ہوا، یا بطور "پاسِ انفاس" کے۔ اس کا طریقہ یہ ہے: ذاکر اپنی سانس سے ہوشیار رہے؛ جب سانس خود بخود بغیر قصد و ارادے کے باہر نکلے تو اس کے ساتھ زبانِ قلب سے "لا الٰہ" کہے، پھر جب سانس اندر جائے تو اس کے ساتھ ہی "الا اللہ" کہے، اور اس کی مداومت کرے۔ اس ذکر کو ذکرِ پاسِ انفاس کہا جاتا ہے۔ نفی و اثبات یا دوسرے میں ذکر نہایت سریع التاثیر ہے، اور اس کے اور بھی فوائد ہیں۔ من ذاق وجد:

گر تو پاسداری پاسِ انفاس　　　بسلطانی رسانیدت ازیں پاس

اسمِ ذات کا اثباتِ صفات کے ساتھ ذکرِ خفی اس طرح کیا جاتا ہے:

ذاکر اپنی آنکھوں اور لبوں کو بند کر لے اور زبانِ قلب سے بطریقِ صعود و عروج کے "اللہ سمیع، اللہ بصیر، اللہ علیم" کہے۔ "اللہ سمیع" تو دل سے کہے اور اپنے تصور میں ناف سے سینے تک صعود کرے، پھر "اللہ بصیر" کہہ کر سینے سے دماغ تک پہنچے اور پھر "اللہ علیم" کہتے ہوئے عرش تک عروج کرے۔ پھر بالعکس زبانِ قلب سے بطریقِ ہبوط و نزول "اللہ علیم، اللہ بصیر، اللہ سمیع" کہتے ہوئے درجہ بدرجہ نزول کرے، اس طرح "اللہ علیم" کہتے ہوئے عرش سے دماغ پر آ کر ٹھہرے، پھر "اللہ بصیر" کہتے ہوئے دماغ سے سینہ پر اور "اللہ سمیع" کہتے ہوئے سینہ سے ناف پر ہبوط کرے۔ یہ ایک دورہ ہے، اس کو دورۂ قادریہ کہتے ہیں۔ اس طرح بار بار دورہ کرتا رہے۔

بعض "اللہ قدیر" کا اضافہ کرتے ہیں۔ اس صورت میں تیسری بار آسمان تک پہنچے اور چوتھی بار عرش تک۔

ذکر خفی کے انوار و آثار ہوتے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں: شوق کا انبعاث، حُبِّ الٰہی کا قلب میں پیدا ہونا، فکر کی طرف میلان، طلبِ حق کی ہمت کا پیدا ہونا، خاموشی میں حلاوت کا پانا اور ہر شے پر حق تعالیٰ کو مقدم رکھنا، امورِ دنیویہ میں اشتغال سے نفرت کا پیدا ہونا۔

جب سالک میں یہ آثار پیدا ہوتے ہیں تو مشائخ قادریہ اس کو مراقبہ کرنے کا حکم دیتے ہیں، اس کا ذکر ہم بعد میں کریں گے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی کتاب "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ"[1] میں ذکر قادریہ کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وبه الشيخ ابراهيم الكردي انه قال في ايقاظ القوابل ينبغي لطالب الحق سبحانه ان يسأل بعد اداء ما افترض عليه طريق التقرب بالتزام ما يطيقه من مندوبات الاقوال والافعال بجالب العبودية فانها تنتج المحبة الالهية المنتجة لما قال صلى الله عليه وآله وسلم فيما يرويه عن ربه تبارك وتعالى "وما تقرب الي عبدي بشيء احب الي مما افترضت عليه، وما يزال عبدي يتقرب الي بالنوافل حتى احببته فكنت سمعه الذي

اسی سند سے شیخ ابراہیم کردی کا قول انھوں نے "ایقاظ العوابل" میں لکھا ہے کہ طالب حق سبحانہٗ کو چاہئے کہ بعد اداے فرائض تقرب الی اللہ کے طریق کو اپنے اوپر لازم کرے جس کی وہ طاقت رکھتا ہو افعال و اقوالِ مستحبہ سے اس کا نتیجہ محبت الٰہی ہے جو رسول اللہ صلعم کے اس قول پر عمل کرنے سے پیدا ہوتا ہے جو آپ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ مجھ سے کسی چیز کے ذریعہ اتنا قریب نہیں ہوتا جتنا کہ اداے فرائض سے جو میں نے اس پر فرض کئے ہیں، اور میرا بندہ ہمیشہ مجھ سے قریب ہوتا ہے اداے نوافل سے یہاں تک کہ وہ میرا محبوب ہو جاتا ہے، اور

---

(۱) مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی، دہلی ۱۳۱۱ھ ص ۲۰،۲۱۔

يسمع به، وبصره الذي يبصر به، ويده التي يبطش بها، ورجله التي يمشي بها، زاد في غير رواية البخاري: وفؤاده الذي يعقل به، ولسانه الذي يتكلم به۔ فمن أراد العمل على ذلك فعليه بالذكر بالغدو والآصال وأن لا يكون من الغافلين، فيما بين ذلك عند تعلق قلبه في الاشتغال، وأفضل الذكر لا إله إلا الله۔

میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں جن سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں جن سے وہ چلتا ہے۔ بخاری کی اس روایت کے سوا دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے: میں اس کا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی زبان جس سے وہ کلام کرتا ہے۔" اب جو شخص اس پر عمل کرنا چاہے وہ صبح و شام ذکر کیا کرے اور اپنے کاروبار میں مشغول ہو کر غافلوں میں نہ ہو جائے اور افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے۔

اس کے بعد شاہ صاحب فرماتے ہیں[1] کہ اگر کوئی شخص مجرّد ہے اور کسی طرح کے کھیڑوں میں مبتلا نہیں ہے تو بس وہ ذکر ہی کیا کرے اور اگر "اہل الاسباب" سے ہے، یعنی دنیا کے کاروبار میں مبتلا ہے تو وہ اپنی فرصت اور فراغت کے لحاظ سے اوراد و وظائف مقرر کر لے۔ اس کے بعد آپ نے سلسلۂ عالیہ قادریہ کے اوراد و وظائف کا ذکر کیا ہے۔ ہم یہاں ان کو نقل کرتے ہیں کہ یہ بھی ذکر کے وسیع معنی کے واذکار ہی میں شامل ہیں اور عہدِ حاضر کے مشغول انسان کے لئے نعمتِ عظمٰی ہیں جو اس کے مضطرب ذہن کو سکون اور پریشان قلب کو طمانیت اور اس کی فاقہ زدہ روح کے لئے غذائے لطیف فراہم کرتے ہیں۔ وہ تو اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کے گرداب میں غرق رہتا ہے اور ذکرِ رحمٰن سے غافل ہو کر شیطان ہی کے دام میں گرفتار رہتا ہے اور نہیں جانتا کہ:

عشوۂ ابلیس از تمبیسِ تست　　　در تو یک یک آرزو ابلیس تست

---

[1] ایضاً ص ۲ تا ص ۲۔

چوں کنی یک آرزوئے خود تمام ‌ ‌ ‌ ‌ در تو صد ابلیس زاید والسّلام!

ایسا انسان گو بظاہر زندہ لیکن بباطن مردہ ہے اور اس پر نماز جنازہ اب بھی جائز ہے:

ہر آں دلے کہ دریں حلقہ زندہ نیست بذکر ‌ ‌ ‌ ‌ بر و چو مردہ بفتوائے من نماز کنید!

سلسلۂ قادریہ کے اوراد و وظائف اوسط درجہ میں یہ ہیں:[1]

(۱) لا الٰہ الا اللہ کا پڑھنا ہر صبح و شام اور تہجد کی نمازوں کے بعد ایک ایک ہزار مرتبہ، اور غیر وقت جس قدر آسان ہو۔

(۲) استغفار ایک سو مرتبہ، ان ہی تینوں نمازوں کے بعد۔ اگر ہر روز نماز فجر کے بعد ستائیس بار مومنین و منات کے لئے استغفار کر لیا کرے تو اس حدیث پر عمل ہو جاتا ہے: "من استغفر للمؤمنین والمومنات یوم سبعًا وعشرین کان من الذین یستجاب لهم ویُرزق بهم اهل الارض"۔ "یعنی جو شخص منین و مومنات کے لئے ہر روز ستائیس مرتبہ استغفار کرے وہ ہوگا ان میں سے جن کی دعا قبول ہوتی ہے اور جن کی وجہ سے اہلِ زمین اپنی روزی پاتے ہیں"

اور اس حدیث پر بھی عمل کرے:

من استغفر اللہ دُبر کل صلوۃ	جو شخص مغفرت مانگے اللہ سے بعد ہر نماز تین مرتبہ
ثلث مرات فقال استغفر اللہ الذی	اور کہے: استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو
لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ	الحی القیوم واتوب الیہ تو اس کے سارے
غُفرت لہ ذنوبہ وان کان قد	گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ کہ وہ جہاد سے
فرّ من الزحف	بھاگا ہو۔

(۳) بعد نماز فجر دس مرتبہ کہے: لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیئ قدیر۔ اگر ہر فرض نماز کے بعد پڑھے تو بہتر ہے۔

(۴) ہر صبح و عصر کے فرض کے بعد دس دفعہ یہ درود پڑھا کرے: اللّٰھم صل علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ عدد خلقک بدوام ملک، دسویں دفعہ ان الفاظ کا اضافہ کرے وعلی

[1] ایضاً صـ۳۱ تا صـ۳۴

جمیع الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلھم وصحبھم والتابعین وعلیٰ اھل طاعتک اجمعین من اھل السمٰوات واھل الارضین وعلینا معھم برحمتک یا ارحم الراحمین عدد خلقک ورضا نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک کلما ذکرک الذاکرون وغفل عن ذکرک الغافلون۔

گو ہر فرض کے بعد دس مرتبہ ورد کرلے تو اور بہتر ہے۔

(۵) ہر نماز فرض کے بعد دس دفعہ سورۂ اخلاص پڑھا کرے

(۶) چاشت کی دو رکعت پڑھے اور ان میں سورۂ والشمس وضحٰھا اور والیل اذا یغشیٰ پڑھے اور ان کے بعد دس بار:

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم عدد خلق اللہ بدوام اللہ

(۷) سورۂ یٰسین اور سورۂ تبارک ہر صبح و شام پڑھے۔

(۸) مغرب کو بعد نماز سورۂ الم السجدہ پڑھے۔

(۹) رات میں اگر سورۂ یٰسین پڑھنے کا وقت نہ پائے تو الم سجدہ اور تبارک ضرور پڑھے۔

(۱۰) نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نفل اوابین کی پڑھیں۔ مغرب کی دو رکعتوں کے بعد یہ کہے:

مرحبا بملائکۃ اللیل مرحبا بالملکین الکریمین الکاتبین، اکتبا فی صحیفتی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ واشھد ان الجنۃ حق وان النار حق والحوض حق والقبر حق والسوال حق والحشر حق والحساب حق والشفاعۃ حق والصراط حق والمیزان حق، واشھد ان الساعۃ اٰتیۃ لا ریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور۔ اللھم انی اودعک ھذہ الشھادۃ لیوم حاجتی الیھا، اللھم احطط بھا وزری واغفر بھا ذنبی وثقل بھا میزانی واوجب لی بھا امانی وتجاوز عنی برحمتک یا ارحم الراحمین۔

پھر دو رکعتیں حفظ الایمان کی نیت سے اوابین کے ساتھ پڑھیں اور سلام کے بعد اس طرح دعا کریں:

اللّٰھم سدّدنی بالایمان واحفظہ علیّ فی حیاتی وعند وفاتی وبعد مماتی۔

اس کی وصیت شیخ محی الدین قدس سرہ نے کی ہے۔ چنانچہ وہ اپنی تصنیف الفتوحات المکیہ کے باب الوصایا میں فرماتے ہیں کہ "اس نماز کی ہر رکعت میں سورۂ اخلاص چھ مرتبہ اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس ایک ایک دفعہ پڑھے۔"

پھر دو رکعتیں استخارہ کی نیت سے پڑھے جن کو اولیاء اللہ ہر روز اعمال شب و روز کے لئے پڑھا کرتے ہیں۔ اس نماز کے بعد دعائے استخارہ پڑھے جو یہ ہے: اللّٰھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب، اللّٰھم انی لا املک لنفسی ضرًا ولا نفعًا ولا موتًا ولا حیوٰۃً ولا نشورًا ولا استطیع ان اٰخذ الا ما اعطیتنی ولا ان اتقی الا ما وقیتنی، اللّٰھم وفقنی لما تحب وترضیٰ من القول والفعل والعمل فی عسرٍ وعافیۃ، اللّٰھم خرلی واخترلی ولا تکلنی الی اختیاری، اللّٰھم اجعل الخیرۃ فی کل قولٍ وعملٍ اریدہٗ فی ھذا الیوم واللیلۃ

اس کے متعلق شیخ اکبرؒ کا ارشاد ہے کہ "جربنا ذالک فوجدنا فیہ کل خیر" اس کا ہم نے تجربہ کیا ہے اور اس میں سراسر خیر ہی پایا ہے۔

(۱) پنجگانہ نماز کے ہر فرض کے بعد مندرجہ آیات وادعیہ ضرور پڑھا کریں۔

(i) اللّٰھم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تبارکت ربنا وتعالیت یاذا الجلال والاکرام

(ii) سورۂ فاتحہ۔

(iii) والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم (البقرۃ ۱۶۴)

(iv) اللّٰھم انی اقدم الیک بین یدی ذالک کلہ، اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم۔۔۔

وھو العلی العظیم (آیۃ الکرسی، البقرہ ع ۳۴)

(۷) آمن الرسول تا آخر سورۃ (البقرہ ع ۴۰)

(۷) شہد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملٰئکۃ واولوا العلم قائما بالقسط لا الہ الا ھو العز
الحکیم ان الدین عند اللہ الاسلام (آل عمران ع ۲) اس کے بعد کہے: وانا اشہد بما شہد اللہ بہ واست
اللہ ھذہ الشہادۃ وھی لی عند اللہ ودیعۃ

(۷) قل اللّٰھم مالک الملک ... بغیر حساب (آل عمران ع ۳)

(۷) اللّٰھم یا رحمٰن الدنیا والآخرۃ ورحیمھما رحمانی انت ترحمنی، فارحم
برحمۃ من عندک تغنني بھا عن رحمۃ من سواک

(۷) سورۃ اخلاص، سورۃ فلق، سورۃ ناس

(۸) سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھے:

(۹) لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخ
وھو علی کل شیٔ قدیر

(۱۰) اللّٰھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذ
منک الجد ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۱۱) ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلم
تسلیما (احزاب ع ۷)

(۱۲) پھر درود پڑھے کم سے کم ...

(۱۳) ... جو ... اور ختم کرے اس آیت کے پڑھنے پر: سبحان ربک رب الع
عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

(۱۴) پھر لا الہ الا اللہ دس مرتبہ پڑھے۔

نمبر (۱) اوراد و ذریعہ کے نام سے مشہور اور متداول ہیں۔

بح کے پڑھے ؛

۱) یا اللہ یا واحد یا احد یا جواد انفحنی منک بنفحۃ خیر، انک علی کل
قدیر ـــــ (۱۱) مرتبہ

اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو جمعرات سے شروع کیا جائے اور پہلے حضرت غوث الثقلین
سرہ اور مشائخ سلسلہ، سابقین ولاحقین کے نام پر فاتحہ کا ثواب پہنچایا جائے۔ کما شرطہ المشائخ۔

(ii) یا عزیز (۴۱) بار

(iii) یا لا الٰہ الا اللہ الرفیع ـ پندرہ دفعہ

(iv) یا قیوم فلا یفوت شیٔ من علمہ ولا یؤدہ ـــ ستائیس مرتبہ

(v) سبحان اللہ بحمدہ وسبحان اللہ العظیم ـــــ سو دفعہ

(۱۳) عندالاستطاعت : روزانہ سورۂ اخلاص ایک ہزار بار پڑھا کرے، ہزار بار درود، اور ہزار
: لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر، اور
روز جمع کو ہزار بار سبحان اللہ بحمدہ۔

یہ ہے ان اذکار و اوراد کا خلاصہ جو تزکیۂ نفس وتصفیۂ قلب کے لئے طریقہ علیہ قادریہ قدس اللہ
ارہم میں معمول ہیں۔ ان کے علاوہ امام الطریقہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی
ب مستطاب فتوح الغیب کا مطالعہ اور اس پر عمل متمر فوائد عظیم ہوتا ہے۔

اذکار سلسلہ علیہ نقشبندیہ
س اسرارہم

اس طریقہ کے امام حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی بخاریؒ ہیں۔ آپ کی پیدائش محرم ۷۱۸ھ میں ہوئی۔ ہندوستان میں اس طریقہ کی اشاعت
بہت سے ہوئی ہے: (۱) خواجہ محمد باقیؒ (۲) امیر ابوالعلیؒ اور ماوراء النہر میں مولانا خواجگیؒ کی جہت
سے مشہور ہے۔ ان تمام شعبوں میں رسائل تصوف اور اشتغال قوم کے بیان کی رو سے سب سے زیادہ مشہو
ر مجددیہ ہے۔ اب خواجہ محمد باقیؒ کی جہت سے اس کے بہت شعبے ہیں اور ان میں سے دو شعبے زیادہ
مشہور ہیں: شعبۂ شیخ محمد معصومؒ اور شعبۂ شیخ آدم بنوریؒ۔[۱]

۱۔ الغوثؒ ص ۲۷ و ص ۲۸۔

متقدمین نقشبندیہ کے ہاں طریقۂ ذکر نفی و اثبات یہ ہے کہ فرصت کو غنیمت جانے، وقت کو ضائع نہ کرے۔

ہر چیز کہ از تو گم شود غنیمت می داں زنہار تو وقت خویش را گم نہ کنی

قلب کو خارجی تشویشات سے خالی کرے، جیسے لوگوں کی گفتگو سننا، اشیائے خارجیہ کی طرف

صفائے دل طلبی چشم از جہاں بربند کہ رخنہ ایست کز ینجا غبار می آید

اور باطنی تشویشات سے بھی قلب کو فارغ کرے جیسے زیادہ بھوک، غصہ، سیری مفرط یا کسی قسم کا درد ع

یک لحظہ ز شہوتے کہ داری برخیز!

پھر اپنی موت کو یاد کرے اور تصور میں اس کو سامنے لائے اور حق تعالیٰ سے ان گناہوں کی تضرع سے مغفرت چاہے جو اس سے سرزد ہوئے ہیں، پھر اپنی زبان کو تالو سے لگا لے اور دونوں لبوں اور آنکھ کو بند کرے اور سانس کو اپنے پیٹ میں حبس کر لے اور زبانِ قلب سے کلمۂ لا کو ناف سے کہتا ہوا دماغ تک لے جائے اور الٰہ کو داہنے شانے پر لائے اور پھر وہاں سے بائیں طرف کلمہ الا اللہ کی ضرب قلب پر قوت کے ساتھ ضرب لگائے، اس طرح کہ آثار ضرب تمام اعضا پر ظاہر ہوں۔ بصورت ذکر کی ترف لا کی سی ہے:

ذاکر اپنی خودی کی نفی کرے اور حق تعالیٰ کا اثبات کرے اور لسانِ قلب سے کہے الٰہی مقصودی و رضائک مطلوبی! سالک کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہو، ہر حبس میں اوتار کا خیال اور سانس کو چھوڑنے کے وقت محمد رسول اللہ کہے۔ جس دم کے ساتھ اس ذکر کو اولاً ایک بار

پھر تین بار، اور اس طرح درجہ بدرجہ چند روز کی مشق میں طاق عدد کی رعایت کے ساتھ اکیس بار تک پہنچائے جو شخص اس طرح ذکر کو اکیس بار تک پہنچاتا ہے اور اس کے باوجود اس کے لئے جذب و انصراف باطن الی اللہ کا دروازہ نہیں کھلتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ ہر ذکر کو شرائط مذکورہ کے ساتھ شروع کرے اور اکیس بار تک پہنچائے۔ نفی و اثبات کے ذکر میں شرط اعظم ملاحظہ نفی معبودیت یا نفی مقصودیت یا نفی وجود ہے غیر اللہ سے اور اثبات ان کا ہے بردجہ تاکید حق تعالےٰ کے لئے۔

مشائخ نقشبندیہ کا تجربہ ہے کہ حبس دم حرارت باطن، جمعیت عزیمت، ہیجان عشق اور قطع وساوس میں عجیب خاصیت رکھتا ہے۔ حبس دم کی مشق بتدریج کی جانی چاہیئے تاکہ ذاکر پر گراں ہو اور خشکی دماغ کا مرض پیدا نہ ہو جائے۔ حبس دم سے ان کی ہمیشہ مراد غیر مفرط ہوتی ہے۔ شاہ ولی اللہؒ یہاں اس امر کو واضح کرتے ہیں کہ نقشبندیہ کے حبس دم کو جوگیوں کا بتلایا ہوا حبس دم ہرگز نہ سمجھو وہ تو حصر نفس ہے، حبس دم مفرط ہے۔ اپنی ایک رباعی میں اس فرق کو واضح کرتے ہیں۔

حاشا کہ اکابر رہ جوگیہ روند اثبات مقالات رہا بین بکنند
حبس نفس و حصر نفس دارد فرق حبس نفس ست انچہ لشاتش بدہند

اسی طرح اُن کے تجربہ میں عدد طاق کی رعایت (جسکو وقوف عددی کہا جاتا ہے) ذکر میں عجیب وغریب خاصیت کی حامل ہے۔ ہر ذاکر کو اس کا تجربہ بہت جلد ہو جاتا ہے۔ مگر ذرا صبر و استقامت کی ضرورت ہے

طلبگار باید صبور و حمول کہ نشنیدہ ام کیمیا گر ملول!

نقشبندیہ کے ہاں ذکر نفی و اثبات دو ضربی اور چار ضربی بھی کیا جاتا ہے۔ اس ذکر کے وقت وہ اپنے داہنے طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بائیں طرف اپنے پیرو مرشد کو اور دل کے روبرو رب العزت کو تصور کرتے ہیں اور بعض کا ارشاد ہے کہ داہنے بائیں اور روبروئے قلب وجود مطلق ہی کا تصور کرنا چاہیئے اور یہی سب سے بہتر ہے۔

بچہ مشغول کنم دیدہ و دل راکہ مدام دل ترامی طلبد دیدہ ترا می خواہد

نقشبندیہ کا ایک اور ذکر، ذکر مشی الاقدام کہلاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر سالک نے میانہ روی

اختیار کی ہے تو ہر قدم پر اللہ اللہ کہے اور اگر تیز چل رہا ہے تو اِلّا اللہ اِلّا اللہ کہے، اور اگر آہستہ چل رہا ہے تو داہنے قدم پر لَا اور بائیں قدم پر اِلٰہ اور پھر داہنے قدم پر اِلّا اور بائیں قدم پر اللہ کہا جائے بعض کا خیال ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ہر حال میں اللہ اللہ ہی کہتا رہے تاکہ ذاکر ایک ہی کا عادی ہو جائے اور اس کا قلب پراگندہ نہ ہو۔

آن کہ در سرائے نگار است فارغ است — از باغ و بوستاں و تماشائے لالہ زار

مشائخ نقشبندیہ کا ایک ذکر اثبات مجرّد بھی ہے یعنی ذکر اسم جلالہ اللہ، بدوں نفی و اثبات کے کہا جاتا ہے کہ یہ ذکر متقدمین نقشبندیہ کے ہاں نہ تھا حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ یا ان کے قریب العصر مشائخ کرام کا عمل ہے۔ اس پر اتفاق ہے کہ ذکر نفی و اثبات سلوک کے لئے مفید ہے اور اثبات مجرد جذب کے لئے مفید تر۔

بعض کے ہاں ذکر اثبات مجرّد کا طریقہ یہ ہے۔ اللہ کے لفظ مبارک کو سالک اپنی ناف سے بشدت تمام نکالے اور اس کو کھینچتا ہوا اپنے دماغ کی جھلّی تک پہنچائے حبس دم کے ساتھ، اور بتدریج حبس دم کی مدت میں اضافہ کرتا جائے اور ذکر میں زیادتی بعض ایک دم میں ہزار مرتبہ ذکر کر لیتے ہیں[۵۱]۔

طریقہ نقشبندیہ کے ایک عظیم المرتبت رکن حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رہ ہیں[۵۲]۔ آپ کے عہد سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کہلانے لگا۔ آپ کی ذات بابرکات اُمت محمدیہ کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے بقول شاہ ولی اللہؒ "آپ کی ذات اس الف ثانی کے لئے ارہاص (بنیاد) ہے اور آپ کا اُمت پر بڑا احسان ہے جس کا بدلہ نہیں ہو سکتا، آپ کی ولایت کا منکر فاسق ہے"۔ جس طرح اولوالعزم انبیاء نے نئی شریعت پیش کی ہے اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے بھی جدید معارف، اسرار، جدید حالات و مقامات علم تصوف میں پیش فرمائے ہیں جو زمانہ نبوت کے بعد سے آپ کے زمانہ تک کسی صوفی عالی مقام نے نہیں ظاہر فرمائے اور یہی دلیل آپ کے مجدد الف ہونے کی سمجھی جاتی ہے۔ خود آپ کے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے آپ کے متعلق

---

۵۱ شاہ ولی اللہؒ نے قول الجمیل میں اس عورت کا ذکر کیا ہے جو ان کے والد بزرگوار کی مریدہ تھیں اور ایک دم میں ہزار بار اثبات مجرد کیا کرتی تھیں۔

۵۲ ۹۷۱ھ تا ۱۰۳۴ھ - عمر ۶۳ سال - مزار سرہند شریف ۔

فرمایا تھا" میاں شیخ احمد آفتاب است وما ہمچو ستارگان درو ے گم اند"۔ چنانچہ حضرت خواجہؒ نے جب آپ سے طریقۂ نقشبندیہ پر بیعت لی اور چند روز توجہ فرماکر اجازت عطا فرمائی تو خود بیعت لینے سے رک گئے اور اپنے تمام خلفاء اور مریدوں کو ہدایت فرمائی کہ" میاں شیخ احمد کے پاس جائیں اُن سے فیوضِ باطنی حاصل کریں اور ان ہی کی صحبت میں رہیں' ان کی موجودگی میں میرا بیعت لینا مناسب نہیں"۔ حقیقت میں آپ" پناہِ ملت اسلام و رکنِ دینِ متین" تھے! اور

آفتابِ سیادتِ ازلی گوہرکانِ لطفِ لم یزلی

قدوۂ خلق وسیّد سادات قبلۂ دین و زبدۂ ابرار!

صوفیائے سابقین رحمہم اللہ اجمعین نے صرف لطائف قلب وروح کی خبر دی تھی اور بعض نے لطیفہ سِر کی بھی۔ مجدد الف ثانیؒ نے سینۂ انسانی میں پانچ لطائف کی خبر دی جو یہ ہیں:۔ قلبؔ، روحؔ، سِرّؔ، خفیؔ، اخفیٰؔ۔ اور ان تمام کے مقامات اور انوار کی نشان دہی کی۔ اُن کی ایک مجمل گر واضح تشریح اس مکتوب سے ہوتی ہے جو خواجہ عبدالاحدؒ نبیرہ حضرت مجددؒ نے لکھا ہے۔ اور جس کو شاہ ولی اللہؒ نے اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صلا تا ۱۴ میں نقل کیا ہے۔ فمن شاء فلیرجع الیہ

حضرت مجددؒ کی تحقیق کی رو سے انسان لطائف عشرہ سے مرکب ہے۔ ان سے پانچ کا تعلق' عالمِ امر' سے ہے اور پانچ کا' عالمِ خلق' سے۔ عالمِ امر وہ عالم ہے جو امر کن سے پیدا ہوگیا اور عالمِ خلق وہ ہے جس کا ظہور بتدریج ہوا ہے۔ عالمِ امر کا مقام فوق عرش ہے اور عالمِ خلق کا تحت عرش۔ لطائف عالمِ امر یہ ہیں۔ قلب' روح' سِر' خفی' اخفیٰ اور لطائف عالمِ خلق یہ۔ نفس' خاک' آب' بادو نار۔' دائرہ امکان سے مراد یہی دو عالم ہیں۔ اس کا نصف عالی بالائے عرش اور نصف سافل تحت عرش ہے۔ اس دائرہ کی صورت یہ ہوگی۔

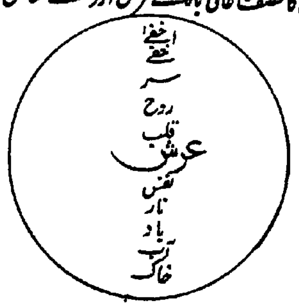

لطیفۂ قلب کا محل زیر پستان چپ دو انگشت کے فاصلے پر مائل بہ پہلو ہے۔ ذکرِ اسم ذات کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو حلق میں لگا کر مفہوم اسم مبارک اللّٰہ کا ملحوظ رکھ کر "جو بیچوں و بے چگونہ و بے شبہ و بے نمونہ ہے" قلب کی طرف متوجہ ہوں اور دل کو حق سبحانہ کی طرف متوجہ کریں اور ذکرِ اسم ذات میں زبانِ خیال سے مستغرق ہو جائیں :-

مشک را بر تن مزن، بر دل بمال　　مشک چہ بود؟ اسم پاک ذو الجلال (رومی)

ذکر شروع کرنے سے پہلے یہ الفاظ کہے جائیں جو نیتِ ذکر کے طور پر ہیں اور ان کے مفہوم کو جو درحقیقت اسم اللّٰہ کا مفہوم ہے پوری طرح ملحوظ خاطر رکھیں :-

"فیض می آید از ذاتے کہ بیچوں است و بیچگوں، بے شبہ است و بے نموں، موصوف است بہ جمیع صفات و کمالات، و پاک و منزہ است از جمیع معائب و نقصانات بر لطیفۂ قلب" (یا جس لطیفہ سے بھی ذکر کرنا مقصود ہو۔)

جب سو مرتبہ ذکرِ اسم ذات کر لیں تو یہ الفاظ بطور مناجات تضرع کے ساتھ کہیں۔ "الٰہی مقصودِ من توئی و رضائے تو، مرا محبت و معرفتِ خود بدہ!" ان الفاظ کو بھی بزبان دل کہنا چاہئے۔ نقشبندیہ کی اصطلاح میں اس کو "بازگشت" کہتے ہیں۔ ان سے خواطر کی نفی ہوتی ہے، ذکر خالص اور قلب ماسوی سے فارغ ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ میر دردؒ فرماتے ہیں کہ ذکر سے پہلے :-

"بانکسار و افتقار تمام، بہ ید قصور، در حالتِ خضوع و خشوع آمدہ رجوع بجنابِ الٰہی کردہ امیدوار قبول شدہ توسل باسم مبارک اللّٰہ نمودہ متوجہ ذکر قلبی گردیدہ بگوید :-

ہر چند نہ شد دل ز حقیقت آگاہ　　پائے طلبش ہست ہماں بر سرِ راہ

یارب تو ز خود نشاں دہی یا نہ دہی　　مائیم و ہمیں نام تو اللّٰہ اللّٰہ"[۱]

دوران ذکر میں توجہ قلبی اتنا رہے اور ذکر اتنا کریں کہ "آگاہی حق سبحانہ کہ مکنونِ سرِ حقیقت انسانیہ ہے دل سے اپنا ظہور کرے" یعنی ذکر کی کثرت و مواظبت اس قدر کی جائے کہ اس کا ثمرہ جو یاد داشت آگاہی و حضور و شہودِ حق ہے حاصل ہو جائے۔ آگاہی سے مراد حضور و مشاہدۂ الٰہی ہے جس کے حصول کی قوت حق تعالیٰ نے انسان میں ودیعت

---

[۱] علم الکتاب: خواجہ میر المحمدی متخلص بدرد مطبوعہ مطبع انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۸ھ، ص ۱۶۲ تا ص ۱۶۳۔

زمانی ہے اور ہر شخص میں عقل ہیولانی کے طور پر یہ موجود ہے۔ اب مجاہدہ و سعی سے اس کو قوت سے فعل میں لے آتا ہے اور عقل بالفعل تک پہنچاتا ہے[۵]

بہرحال اس طرح لطیفۂ قلب سے ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ ذکر جس قدر زیادہ ہوگا اسی قدر مفید و باعثِ قوت ہوگا۔ کم از کم پانچہزار مرتبہ ایک وقت یا دو وقت میں کیا جانا ضروری ہو۔ ذکر قلبی لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، وضو بے وضو، طاہر غیر طاہر ہر حال میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے طہارت، وضو، قبلہ رو نشست ضروری نہیں گویا یہ اوّل الذکر باقاعدہ ذکر کے برخلاف بے قاعدہ ذکر ہے، اس میں ہر حال میں نظرِ خیال کو دل کی جانب اور دل کو حق تعالےٰ سے متعلق کر کے ذکر کیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے تا بہ امکان پچیس ہزار سے کم ذکر نہ کیا جائے یہاں تک کہ دل سے ذکر بہ قوتِ تمام جاری ہوجائے۔ اس کو لطیفۂ قلب کا جاری ہونا کہتے ہیں۔ عام طور پر اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ ذاکر جب قلب کی طرف توجہ کرتا ہے تو اس کو مقامِ قلب پر ایک حرکت محسوس ہوتی ہے جو نبض کی حرکت کی مشابہ ہوتی ہے۔ لطیفۂ قلب کا نور سُرخ ہوتا ہے۔ بعض کو یہ محسوس ہوتا ہے اور بعض کو نہیں بھی ہوتا لیکن ہر ایک لذّت، جمعیت و محویت ضرور محسوس کرتا ہے اور حق تعالےٰ کی محبت کا قلب پر غلبہ ہوتا ہے اور اس حالت میں وہ چیخ اٹھتا ہے :۔

منم کہ در دلِ من سودائے غمت   حاصل ہر دو جہاں ہیچ نیرزد بر ما

حضرت شاہ رفیع الدین قندھاری دکنیؒ اپنے رسالہ خلاصۃ السلوک[۶] میں فرماتے ہیں کہ قلب کی دو قسمیں ہیں:۔

"ایک کو قلب مجازی کہتے ہیں اور دوسرا قلب حقیقی ہے جس سے مراد انسان کی وہ قوت درّاکہ ہو کہ جو دنیا اور آخرت کے مصالح کی فکر کرتی ہے اور قالب عنصری اس کا محکوم ہوتا ہے۔ یہ قلب عالمِ امر سے ہے، امکان میں نہیں، نورانیِ صرف و مجرّدِ محض، اور اپنی ذات کی حد تک مادّہ کا محتاج نہیں۔ اس قلب کو ہم اپنے اندر بداہتہً پاتے ہیں لیکن وہ محسوس نہیں ہوتا! اس قلبِ حقیقی اور ذات سبحانہ تعالےٰ (جو لفظ اللہ کا مسمّٰی ہی) کے درمیان ایک نسبت ہے، ویسی ہی نسبت جو لفظ اور معنیٰ میں پائی جاتی ہو

---

[۵] ایضاً

[۶] خلاصۃ السلوک، قلمی، مخطوطہ سنہ ۱۱۲۸ھ، جو راقم کے کتب خانہ میں موجود ہے، اس پر صفحات کا نمبر نہیں، اوپر کا اقتباس باب نوادہ علیہ بطور حضرت سید آدم بنوریؒ میں ملے گا۔

من وجہ عین و من وجہ غیر جیسا کہ کسی بزرگ نے اس کو اس شعر میں ادا کیا ہے۔

دل من لفظ، یاد تو معنیٰ معنےٰ از لفظ کے جدا باشد

اور مرشدِ معنوی نے بھی اپنی مثنوی میں اسی چیز کی طرف اشارہ کیا ہے۔

عقل زیں جا ساکت آمد یا مُضل چوں کہ دل با وست یا خود اوست دل

اور دلِ حقیقی کو، باوجود تجرّد، دلِ مجازی سے ایک ارتباط ہے، وہی جو طائرِ وحشی کو اپنے آشیانہ سے ہوتا اور وحشی کو اس کے آشیانہ ہی میں گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ طبیعتِ بشری بھی ابتدا میں محسوسات سے مالوف ہے، اسی لئے قلب (یعنی مضغۂ صنوبری جو سرِ پستان کی طرح ہے) کی طرف توجہ اور اسمِ ذات کا تصور جو حروفِ متعدد و مخلوقہ سے مرکب ہے ابتدا میں ضروری ہوتا ہے، اور بعد ہی سر رشتۂ حضورِ قلب مجاز سے قلبِ حقیقی اور اسم سے مسمّیٰ تک جا پہنچتا ہے، جیسا کہ مولانائے روم نے فرمایا ہے۔

اسم خواندی رو مسمّیٰ را بجو مہ بالا دان نہ اندر آبِ جو!

پوشیدہ نہ رہے کہ جس طرح ذاتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ بمنزلہ معنیٰ قلبِ حقیقی ہے، اسی طرح قلبِ حقیقی بمنزلۂ مجازی ہے، اور قلبِ حقیقی تمام لطائف کی قابلیات کا جامع ہے اور اس کا سلوک تمام لطائف کے کا اجمالاً مورث ہوتا ہے، گو سالک تفصیل کا محتاج ہے، بدایتِ سلوک قلب سے کی جاتی ہے اور نہایت بھی قلب پر ہوتی ہے اور یہی ہیں معنیٰ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العزیز کے اس قول کے جو انھوں کسی سائل کے جواب میں کہا تھا: "النھایۃ رجوع الی البدایۃ" یعنی سلوک کو شروع صورت سے جو دل مجازی ہے، تکرار اسم ذات سے کرتے ہیں اور سلوک کی انتہا بھی معنیٰ قلب پر ہوتی ہے جو حقیقی ہے تصور ثنی سے جو بے کیفیٔ محض کا نام ہے۔

یہ ہے ذکرِ قلبی کا فلسفہ جو اس سلسلہ کے صوفیائے کرام رُوّح اللہ ارواحہم نے اپنے کشف سے معلوم ... ارباب فکر کے غور کے لئے پیش کیا ہے! ایسے ہی مواقع پر جامی سامیؒ نے کہا ہے۔

تو نقشِ نقشبنداں را چہ دانی؟ تو شکلِ پیکرِ جاں را چہ دانی؟

گیاہ سبز داند قدرِ باراں تو خشکی قدرِ باراں را چہ دانی؟

ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست حقائقہائے ایماں راچہ دانی ؟

مجدد الف ثانیؒ نے نشان وہی فرمائی ہے کہ ولایتِ لطیفۂ قلب زیرِ قدم حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہے۔ جو سالک کہ "آدمی المشرب" ہوتا ہے اس کو وصول بجناب قدس اسی لطیفہ کے راستہ سے ہوتا ہے لیکن اس کے لئے قسر قاسرہ و کشش پیر کامل کی ضرورت ہوتی ہے۔ مجددؒ نے واضح فرمایا ہے کہ ہر سالک اپنی استعداد کے لحاظ سے انبیا سے کسی ایک نبی کا تابع ہوتا ہے اور اس کی نسبت بھی اسی نبی کی نسبت کی تابع ہوتی ہے اور جو کمالات و خرقِ عادات اس نبی سے صدور پذیر ہوتے ہیں اس ولی سے بھی تبعاً صدور پذیر ہو سکتے ہیں، مگر نام کا فرق ہوتا ہے کہ ایک جگہ اس کا نام معجزہ ہوتا ہے اور دوسری جگہ کرامت، مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو مردوں کو زندہ کرنے اور مریضوں کی شفا بخشی کا معجزہ حاصل تھا، اب ہر ولی میں جو زیرِ قدم حضرت عیسیٰؑ ہے یہ صفت ہو سکتی ہے۔ وقس علیٰ ذالک! لیکن جس ولی کی ولایت زیرِ قدم حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلّم ہوتی ہے وہ اکمل و افضل ہوتی ہے۔ ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم۔

یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ لطیفۂ قلب مظہر اسم جبّار ہے۔ اس کی اصل وہ صفت اضافیۂ حق ہے جس کو فعل و تکوین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس لطیفہ کا کمال یہ ہے کہ حق جل شانہ کے فعل میں فانی و مُستہلک ہو جائے اور اسی فعل سے بقا پائے۔ فنائے قلب کی حالت میں سالک مسلوب الفعل ہو جاتا ہے اور اپنے سارے افعال کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتا ہے یا بالفاظ متکلمین تخلیق من اللہ جانتا ہو اور پاتا ہے، صوفیہ کی اصطلاح میں یہی 'تجلّی فعلی' یا 'فنائے قلب' ہے اس کی علامت یہ ہے کہ غیرِ حق سے علمی و حسّی تعلق بالکل منقطع ہو جائے، یعنی قلب ماسوی اللہ کو مطلقاً فراموش کرے۔ اس حالت میں جس طرح علم اشیاء اس سے زائل ہو جاتا ہے، اسی طرح اشیاء کی محبّت بھی فنا ہو جاتی ہے اور صرف اسی کی محبت باقی رہ جاتی ہے جس کی محبّت کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہو

دردِ دل بجز یکے نشاید کہ بُوَد در خانہ اگر ہزار باشد شاید

حضرت شاہ رفیع الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جب سالک فنائے قلب سے مشرف ہوتا ہے تو وہ اولیاء اللہ کی جماعت میں داخل ہو جاتا ہے اور یہ فنا دائرہ امکان کو قطع کئے بغیر اور ان مراتب عشرہ کو طے کئے بغیر حاصل نہیں ہوتی

جس کا ذکر صوفیہ صافیہ نے کیا ہے۔ حق تعالیٰ کے اس قول میں

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ — جس دن نہ کام آئے گا کوئی مال اور نہ بیٹے مگر جو

اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (شعراء ۵۶) — کوئی آیا اللہ کے پاس لے کر قلب سلیم!

ان سلوک قلب حقیقی کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے اور "قلب سلیم" سے مراد وہ قلب ہے جس میں خطرۂ کونین کا خطور نہ ہو اور وہ ماسویٰ اللہ کی خلش سے محفوظ و مامون ہو۔ لفظ "مال" و لفظ "بنون" کے استعمال میں لطیفہ یہ ہے کہ آفاتِ قلوب اکثر مال و فرزند ہی کے باعث نازل ہوتے ہیں جیسا کہ تصریح فرمائی گئی

اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (التغابن ۲۶) تمہارے مال اور تمہاری اولاد ہی ہیں جانچنے کو۔

اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا — تمہاری بعض جورو ئیں اور اولاد دشمن

لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ (تغابن ع ۲) — ہیں تمہارے

اور حدیث نبوی — لکل شیء صقالة وصقالة — ہر شئ کے لئے ایک جلا دینے والی چیز ہوتی ہے اور قلوب

القلوب ذکر الله (حدیث عبداللہ بن عمر رواہ البیہقی) — کو جلا دینے والی شئ ذکر اللہ ہے۔

سے بھی یہی نکتہ سمجھ میں آتا ہے یعنی تصفیۂ قلب بجز نفی ماسویٰ اللہ میسر نہیں ہوتا! شیخ فریدالدین عطارؒ نے یہی بات اپنے انداز میں کہی ہے:-

سرحجاز ہی بدستار اے پسر — تا توانی دل بدست آرا ے پسر

اسی معنی میں کسی بزرگ کا قول ہے:-

کعبہ بنگاہ خلیل آزر است — دل بدست آور کہ حج اکبر است[1]

ان اشعار میں "دل بدست آوردن" سے مراد دل کی حضور اغیار سے نگہداشت ہے اور جس کسی کو اس معنی میں دل حاصل ہوگیا ہے وہ صاحب دل یا واصل یا صاحب کشف یا ولی ہوگیا اور حدیث قدسی

لا یسعنی ارضی ولا سمائی الا یسعنی — مجھے نہ زمین سما سکی نہ آسمان، ہاں میرے

قلب عبدی المومن — عبد مومن کے قلب نے مجھے سما لیا۔

---

[1] عن ابن عمر انہ نظر یوماً الی الکعبۃ فقال ما اعظمک وما اعظم حرمتک والمومن اعظم حرمۃ عند اللہ تعالیٰ منک (اخرجہ الترمذی)
اس حدیث سے اس مشہور قول کی صداقت ثابت ہوتی ہے کہ از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است۔

ارض وسما کہاں تری وسعت کو پاسکے　　میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے (درد)

اس کے قلب پر صادق آگئی[1]

تصفیۂ قلب سے سالک کو جو نعمت عظمیٰ حاصل ہوتی ہے اس کی اہمیت کا اندازہ سلسلۂ نقشبندیہ کے ایک رکن رکین خواجہ میر دردؔ کے ان الفاظ سے ہو سکتا ہے۔

" حاصل ہمہ سیر و سلوک و اشغال و اذکار آنست کہ دل از گرفتاری ماسویٰ اللہ آزاد شود، دوام حضور و شہود میگردد، و سر رشتہ صبر بر بلا و رضا بقضا و تحمل مکروہات و قوت باز ماندن از مشتہیات نفسیہ بدست آید ـ چوں ایں دولت ترا نصیب گشت ہمہ مقامات و مراتب حاصل شدہ گیر و مشتاق کشف و کرامت مباش کہ ایں بازیہا از کفار ہم بظہور آید کہ آنرا استدراج می گویند"

علمے کہ ہمہ صرف جزو کل کردیم　　جز جہل نبود چوں تامل کردیم
اکنوں ناچار بہر صید وحشی　　مادیدہ و دانستہ تغافل کردیم"[2]

دوسرے الفاظ میں ذکر اثبات مجرّدہ یا نفی و اثبات سے جب خواطر کی نفی ہونے لگے، بے خطرگی یا کم خطرگی پیدا ہو جائے اور قلب اندیشۂ ماسویٰ اللہ سے آزاد ہو جائے اور حضور مع اللہ قوی ہوتا جائے، یہاں تک کہ دوام حضور کی دولت حاصل ہو جائے تو سیر و سلوک اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے! اسی "دلِ آگاہ" کا پیدا کرنا سالک کی منتہائے آرزو ہے، مال و جاہ، دلبر و دلخواہ کے حصول اور ان کی تلاش و جستجو و آرزو سے وہ مطلقاً بے نیاز ہوتا ہے۔

خلقے درجست وجوئے مال وجاہے　　جمعے بتلاشِ دلبر و دلخواہے
ہر کس بخیال آرزوئے دارد　　مائیم و تمنائے دل آگاہے (درد)

"دلِ آگاہ" کے پیدا ہو جانے کے بعد صبر بر بلا، رضا بالقضا، تحملِ مکروہاتِ دنیوی اور شہواتِ نفسانیہ سے اجتناب کی قوت اس میں پیدا ہو جاتی ہے اور وہ "لطہائے ید اللہ" کے لئے کشادہ رو و فراخ پیشانی ہو جاتا ہے! لطف و قہر، خوشی و غم، لذت و الم، زندگی و مردگی اس کے لئے ایک جیسے ہو جاتے ہیں اور وہ مولانائے روم کے الفاظ میں اپنا حال یوں بیان کرتا ہے۔

---

[1] خلاصۃ السلوک بیان لطیفۂ قلبی　[2] علم الکتاب ص۳

وصل پیدا گشت از عین بلا ۔۔۔ زاں حلاوت شد عبارت ما قلا

عاشقم بر رنجِ خویش و دردِ خویش ۔۔۔ بہرِ خوشنودیٔ شاہِ فردِ خویش

عاشقم بر لطف و قہرش من بجد ۔۔۔ اے عجب من عاشق ایں ہر دو ضد

بہرحال سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے مشائخِ کرام لطیفۂ قلب کو جاری کرنے کے بعد اسی طور پر لطیفۂ روح سے ذکر کرتے ہیں جس کا محل داہنے جانب زیرِ پستان ہے پھر لطیفۂ سر سے جس کا محل برابر پستانِ چپ دو انگشت کے فاصلے پر وسطِ سینہ کی طرف مائل، پھر لطیفۂ خفی سے جس کا محل برابر پستانِ راست دو انگل کے فاصلے پر مائل بہ وسطِ سینہ یعنی مقابل لطیفۂ سر، اس کے بعد لطیفۂ اخفیٰ سے کہ اس کا محل وسطِ سینہ ہے، یہاں تک کہ یہ لطائف خمسہ عالمِ امر اچھی طرح سے اور پوری قوت کے ساتھ جاری ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد لطیفۂ نفس سے ذکر کرتے ہیں، اس کا محل پیشانی میں دونوں ابروؤں کے بیچ میں کسی قدر اوپر بتلایا گیا ہے۔ یہاں تک کہ یہ بھی جاری ہو جاتا ہے۔ پھر تمام قالب یعنی جسم سے ذکر کرتے ہیں یہاں تک کہ ہر موئے بدن سے ذکر جاری ہو جاتا ہے اس کو "سلطان الاذکار" کہا جاتا ہے۔ لطیفۂ نفس کی پرورش کے بعد یہ ذکر جاری ہو جاتا ہے کیونکہ لطیفۂ نفس چاروں عنصر آب و باد و آتش و خاک کا لب لباب ... ان سب کی حقیقت ہے، سالک کے رگ پٹھے، بال ہڈیاں وغیرہ سب ذاکر ہو جاتے ہیں اور وہ ذکر کی حرکت ان سب میں محسوس کرتا ہے اور گوشِ دل سے ان کے ذکر کو سنتا ہے۔ جب اس مقام میں ترقی کامل طور پر ہوتی ہے تو وہ تمام مخلوقات شجر و حجر، در و دیوار، زمین و آسمان، ذرہ ذرہ سے آوازِ ذکر سنتا ہے اور اس پر وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ کا راز کھل جاتا ہے۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے اسی مفہوم کو ادا کیا ہے۔

بذکرش ہر چہ بینی در خروش است ۔۔۔ ولے داند دریں معنی کہ گوش است

لیکن یہ آواز گوشِ دل ہی کو سنائی دیتی ہے نہ کہ "گوشِ گِل" کو:۔

ایں سخن از گوشِ دل باید شنود ۔۔۔ گوشِ گِل ایں جا ندارد ہیچ سود! (سعدی)

حضرت دوست محمد قندھاری[1] رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص بہ تصحیحِ نیت بارہ ہزار بار ذکر اسم ذات

---

[1] متوفی ۱۲۸۴ھ حضرت شاہ احمد سعید مجددیؒ کے مرید و خلیفہ تھے، تمام سلاسلِ مشہورہ میں خلافتِ عظمیٰ حاصل تھی۔ کثرتِ ارشاد میں ضرب المثل تھے۔ آپ کی قبر خانقاہ شریف واقع موسیٰ زئی ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ہے۔

اس طرح کیا کرے :- پانچ ہزار لطیفۂ قلب سے، ایک ہزار لطیفۂ روح سے، ایک ہزار لطیفۂ سر سے، ایک ہزار لطیفۂ خفی سے، دو ہزار لطیفۂ نفس سے، اور ایک ہزار لطیفۂ قالب سے، اور اس ذکر پر مداومت کرے تو وہ "صاحب اللفظ" ہو جاتا ہے، یعنی جو چیز اس کا جی چاہتا ہے اس کو مل جاتی ہے[1]۔ ع می دہد یزداں مراد متقیں!

اس مقام پر یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کتب بنی انسان کے لئے ایک نعمتِ عظمیٰ ضرور ہے لیکن کارسلوک بغیر حصول باطن و دوام کثرت ذکر کامل نہیں ہوتا اور قرآن حکیم کی یہ تاکید اذکروا اللّٰہ ذکراً کثیراً لعلکم تفلحون بہرحال قابلِ اعتنا وائق تعمیل ہے ! فہل من مدکر!

اسی لئے ابتدائے سلوک میں خصوصاً دوام آگاہی کے حصول تک جو بالفاظ قرآن "ذوحظ عظیم" ہوتا ہے، درس و تدریس اور مطالعۂ کتب کو موقوف کر دیتا ہے اور اوقاتِ شریفہ کو بتوجہ تمام علی الدوام نسبت مع اللہ کے قیام کی کوشش میں صرف کرتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے

حرف کو کاغذ سے سیاہ کند   دل کہ تیرہ است کے چو ماہ کند

ایسے اربابِ ہمم کی غایت سعی یہ ہوتی ہے کہ ان کے قلب میں، لطیفۂ مدرکہ میں، بجز معلوم واحد کے، جو حق سبحانہٗ تعالےٰ ہیں کوئی اور معلوم نہ رہے، ان کے نزدیک مقتضائے دانش و بینش محض یہی ہے کہ وہ اپنے قلب یا لطیفۂ مدرکہ کی تخلیص و تجرید و تفرید کریں، یہ تخلیص و تجرید اُن کے آئینۂ قلب کو زنگارِ ہموم و غموم دنیوی حُبِ دنیا و ابنائے دنیا، اندیشہ مالایعنی سے مصفا کرکے حق سبحانہ تعالےٰ کے حضور و شہود میں غرق کر دیتی ہے !

اِنَّ اِلٰی ربّک المنتھیٰ کا اشارہ بھی اسی طرف ہے

دانی کہ مرا یار چہ گفت است امروز
جز ما بکسے در منگر، دیدہ بدوز !

---

[1] مجموعہ فوائد عثمانی مولفہ سید محمد اکبر علی شاہ صاحب دہلوی، مطبوعہ مطبع اسلامی دہلی ۱۳۱۶ھ صفحہ ۵